بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف اسمار روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 18 ربیع الاول 1431ھ، 5 مارچ تا 11 مارچ 10 | شمارہ 9 | فون 7656730 | فیکس 7659847

صرف اللہ عالم الغیب ہے

غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں خواہ وہ نبی ہو یا ولی، امام ہو یا شہید، جن ہو یا فرشتہ، پیر ہو یا مرشد، ابدال ہو یا قطب، غیب دانی کا دعویٰ دار نہ تھے اللہ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس کا عقیدہ رکھنا کھلا شرک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ، وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ (الانعام : ۵۹)

''اور غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جن کو اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا''

قل لااملك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء (الاعراف : ۱۸۸)

''اے نبی آپ لوگوں سے کہہ دیجئے میں اپنے نفس کے لئے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے ہر قسم کی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچتی''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ چند صحابہ کرامؓ کو میرے ساتھ کر دیں وہ اسلام کی تبلیغ کریں میری قوم مسلمان ہو گئی تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا حضور اکرم ﷺ نے ۷۰ جلیل القدر بڑے پائے کے قاری القرآن اس کے ساتھ بھیج دیے ان تمام صحابہ کرام کو بئر معونہ کے پاس شہید کر دیا گیا جس پر آپ ﷺ کو حد درجہ رنج و دکھ ہوا اور ایک ماہ تک مسلسل ان کے لئے بددعا فرماتے رہے۔

(مفهوم صحيح حديث بخاري شريف كتاب المغازي باب غزوة الرجيع)

ام المومنین حضرت عائشہؓ پر لوگوں نے تہمت لگائی آپ ﷺ بہت سخت پریشان خاطر رہے حقیقت آپ پر منکشف نہ ہوئی پورے ایک ماہ بعد بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ حضرت عائشہؓ اس تہمت سے پاک ہیں اور آپ پر تہمت لگانے والے منافق جھوٹے ہیں (مفہوم سورہ نور)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

رسول اللہ ﷺ کے چار فرمودات بزبان سہل ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرِ التَّغْلِبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيْسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا فَلَمَّا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيْحٌ وَتَكْبِيْرٌ حَتّٰى يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَخْبِرْنَا كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِيْ يَجْلِسُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلٰى جَنْبِهٖ لَوْ رَأَيْتَنَا حِيْنَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ وَطَعَنَ فَقَالَ خُذْهَا مِنِّيْ وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ كَيْفَ تَرٰى فِيْ قَوْلِهٖ؟ قَالَ مَا أَرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ فَقَالَ مَا أَرٰى بِذٰلِكَ بَأْسًا فَتَنَازَعَا حَتّٰى سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ؟ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُوْلُ أَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ: فَمَا زَالَ يُعِيْدُ عَلَيْهِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَقُوْلُ لَيَبْرُكَنَّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ○

قیس بن بشر تغلبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد بشر نے جو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہم نشین تھے خبر دی کہ دمشق میں صحابہ کرامؓ میں سے ایک شخص تھے جن کو سہل ابن الحنظلہؓ کہا جاتا تھا وہ تنہائی پسند آدمی تھے لوگوں کے ساتھ کم ہی اٹھتے بیٹھتے تھے ان کی توجہ نماز پڑھنے پر ہی رہتی تھی جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے گھر آنے تک تسبیح وتکبیر میں مصروف رہتے۔ پس یہ ایک مرتبہ ہمارے پاس سے گزرے جب کہ ہم سیدنا ابودرداءؓ کے پاس تھے۔ تو ان سے سیدنا ابودرداءؓ نے کہا کہ ایسی بات بیان فرمایئے کہ جس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور آپ کو نقصان نہ دے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لیے ایک لشکر بھیجا، پھر جب وہ واپس آیا تو ان میں سے ایک آدمی آیا اور اس مجلس میں بیٹھ گیا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے پس اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے کہا کہ اگر تو ہمیں اس وقت دیکھتا کہ جب ہم اور دشمن ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے تو ہم میں سے فلاں آدمی نے نیزہ اٹھایا اور کسی کو مارا اور کہا تو مجھ سے لڑائی کا مزہ چکھ لو۔ میں ایک غفاری لڑکا ہوں۔ اس آدمی کی اس بات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا میرے خیال میں اس کا اجر ضائع ہو گیا، اس کی یہ بات ایک دوسرے شخص نے سنی تو کہا میرے خیال میں تو اس میں کوئی حرج نہیں (کیونکہ اس سے فخر وغرور کا اظہار نہیں بلکہ دشمن کو مرعوب وخوفزدہ کرنا ہے) پس یہ دونوں جھگڑنے لگے حتی کہ رسول معظم ﷺ نے سن لیا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسے اجر بھی دیا جائے اور اس کی تعریف بھی کی جائے۔ پس میں نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس بات سے وہ خوش ہوئے ہیں اور اس کی طرف سر اٹھا کر فرمانے لگے کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں، پس وہ مسلسل ان پر یہ بات موڑتے رہے یہاں تک کہ میں کہنے لگا یہ ضرور ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنوں پر بیٹھ جائیں گے (زیادہ قربت کے اظہار کے لیے استعارہ ہے)

[تشریح اور باقی تین باتیں آئندہ۔ ان شاء اللہ]

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 9

18 ربیع الاول ☆ 1431ھ

5 مارچ ☆ 2010ء

C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

اداریہ

پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ

حب نبوی کے تقاضے اور ہم!

اگر اس ذات اقدس تک نہ پہنچے تو ابولہب ہی ہوئے۔ انسان دل کے سکون اور دماغ کے اطمینان سے اس لیے محروم ہوتا ہے کہ وہ ہر آن الجھنوں، پریشانیوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی جھمیلوں کا شکار ہوتا رہتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ انسان ایسی مجلس میں شرکت کرے جو سکون واطمینان کا مرکز ہو ایسا مرکز تو وہی ہو سکتا ہے جو اللہ نے زمین پر اپنا گھر قرار دیا ہے، یعنی مسجد۔

پہلا گھر دنیا کے بت کدے میں مسجد حرام (بیت اللہ، خانہ کعبہ) مسجدوں کی ماں ہے۔ اس مرکز میں تلاوت قرآن، قیام صلوۃ اور ایتائے زکوۃ کے ساتھ ساتھ کتاب وحکمت (سنت) کی تعلیم اور تزکیہ نفس کا فریضہ انجام دے کر سکون قلب عطا کرنے کا نسخہ اللہ نے عطا فرمایا۔ وہ ذات اقدس جس نے یہ احسن فریضہ احسن انداز میں انجام دیا وہ ہیں اللہ کے آخری رسول سیدنا محمد رسول اللہ جن کی مجلس میں چند لمحے گزارنے سے قلب وروح نور ایمان سے منور ہو جاتے ہیں وہ مجلس ایسی نوری کہ جن کے سینوں پر نور نبوت مصطفی کی کرنیں پڑیں، وہ سنتوں کے پروانے بنے، دیوانے نہیں کہ دہشت گردی کرتے، بلکہ فرزانے جنہوں نے دنیا کو علم قرآن کے نور سے منور کیا۔ وہ ایسے ہی تھے کہ ان کی ہر ہر ادا پر اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ جن کے نام ہم سیدنا محمد اور قرآن مجید کے علمی نمونے کی نسبت سے بڑے عقیدت سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

ایک اعرابی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایسے عمل کا طالب ہوا کہ کرے تو جنت میں داخل ہو۔ آپ نے اسے اسلام کے پانچ ارکان بتائے اس نے کہا ”اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔ اس کے جانے کے بعد مخبر صادق نے فرمایا ”جس شخص کی یہ تمنا ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس عہد کرنے والے کو دیکھ لے۔“ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے احکام پر عمل بغیر کسی کمی بیشی کے کرنا باعث سعادت، ثواب اور وسیلہ نجات ہے۔ صحابہ کرامؓ اسی لیے اتباع نبوی کا پورا پورا اہتمام کرتے۔ فرائض وواجبات کا ذکر کیا خفیف سے خفیف باتوں بلکہ اتفاقیہ امور میں بھی مخالفت ہرگز روانہ رکھتے تھے۔ درج ذیل واقعات بطور ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راستے سے ہٹ کر چلنے لگے پوچھنے پر بتایا کہ میں نے رسول اللہ کو یہاں ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

2۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مکہ، مدینہ کے درمیان دوران سفر ایک درخت کے نیچے جا کر قیلولہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین

معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم

منیجر : شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی

0300-8065906

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	10
انسانی زندگی پر......	14
حرام روزی ترک کے ثمرات	16
محمد حسین شیخوپوریؒ	17

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ”تنظیم اہلحدیث“ رحمٰن گلی نمبر 5

چوک دالگراں لاہور 54000

کرتے اور خبر دیتے کہ میں نے اس طرح کرتے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو۔ 3۔ ایک دفعہ جناب علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہنسے، وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسی طرح ہنستے دیکھا۔ 4۔ ایک صحابیؓ نے سیدنا محمد ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ کرتے کا بٹن کھلا ہوا تھا انہوں نے ساری عمر اپنے کرتے کا بٹن کھلا رکھا۔ 5۔ آپ ﷺ نعلین پہنے نماز ادا فرما رہے تھے دوران نماز آپ ﷺ نے نعلین اتار دیے تو صحابہؓ نے بھی دوران نماز نعلین اتار دیں۔ 6۔ جہاں کہیں دوران سفر آپ ﷺ اترے، صحابہؓ بعد میں اسی طرح اترے۔ 7۔ آپ ﷺ نے حسب ضرورت قضائے حاجت کی، تو صحابہؓ وہاں بلا ضرورت جا کر بیٹھے اگرچہ قضائے حاجت کا تقاضا نہ تھا۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو

ادھر فرمان محمد ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

ہوس نے نوع انسان کو ٹکڑے کر دیا ہے، غصے سے پاگل ہو کر رشتہ نہ ملنے پر کتنے ہی قتل کر دیے جاتے ہیں۔ لالچ نے زیادہ کے حصول میں پہلا بھی گنوا دیا ہے۔ انا (میں) نے چھرے کے نیچے رکھ دیا انا والا غیری معمولی سے معمولی مسلمان بھی سنبھالا نہیں جا رہا۔ حالانکہ پہلے انا کا ڈنکا عزرائیل، ابلیس، شیطان، (جن) نے بجایا اور قیامت تک کے لیے مردود ٹھہرا اور جہنمی قرار پایا۔ ہماری انا، تبختر، غرور، فخر، مان ہی مان کر نہیں دے رہا۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نماز سے بھی بے پرواہ ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جعلت قرة عيني في الصلوة "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز بنائی گئی ہے۔ کیا اسے اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کے مقابلے میں احمقانہ بہادری نہیں کہا جائے گا۔ ایک بار ایک ہی مجلس میں رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا "کون ہے جو مجھ سے پانچ باتیں سیکھنا چاہتا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی سکھائے کہ وہ ان پر عمل کریں۔ جناب ابوہریرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں" حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر پانچ باتیں گن کر بتائیں۔

1۔ گناہوں سے پرہیز کرو تم سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ 2۔ اللہ نے جو تمہیں دیا ہے اس پر راضی رہو تو سب سے بڑے دولت مند ہو جاؤ گے۔

3۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرو تو مومن بن جاؤ گے۔ 4۔ دوسرے لوگوں کے لیے وہی چاہو جو اپنے لیے چاہتے ہو تو (سچے) مسلمان ہو جاؤ گے۔

5۔ زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

قرآن وسنت کا رنگ ہے، ہمیں اس میں اپنے آپ کو رنگ لینا چاہیے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کیسے کریں؟ قرآن پڑھیں، سمجھیں، اس پر عمل کریں...... یہ اللہ کی اطاعت ہے۔ حدیث، سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ، یعنی سنت رسول ﷺ، اس پر عمل، رسول ﷺ کی اطاعت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا دعویٰ کرنے والوں سے فرمایا: "فرما دیجیے! اگر تمہیں اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو (ثبوت کے طور پر) میری (محمد ﷺ کی) اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، یعنی تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور اللہ تمہارا محب" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے سب سے زیادہ محبت ہوگی" "المرء مع احب" یہ بھی ارشاد فرمایا: "من احب سنتي فقد احبني "ومن احبني كان معي في الجنة" جس کو میری سنت سے سب سے زیادہ پیار ہوگا یقیناً اسے مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے اور جسے میری سب سے زیادہ محبت ہے اسے جنت میں میری محبت نصیب ہوگی۔ آئیے! سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے ولادت نبوی ﷺ کے موقع پر بلکہ ساتھ ہی بارہ وفات یعنی آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے حوالے سے اپنے آپ کا جائزہ لیں۔

1۔ آپ ﷺ کے چہرے مبارک کی سنت داڑھی ہمارے چہرے کا تاج ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو آج ہی اس حسین ترین صورت کی سنت کو اپنا لیں اور اگر اللہ نے چہرے پر سنت کا تاج سجایا ہے تو اللہ سے اس کی لاج رکھنے کی توفیق مانگیں۔ 2۔ آپ نے کسب حلال والے کو حبیب اللہ فرمایا، کسب حرام سے بچ جائیں تاکہ جہنم سے بچ جائیں اور اللہ کے حبیب بن جائیں، حرام کمائی سے حرام خوری اور حرام کاری آتی ہے اللہ اس سے بچائے۔

3۔ پانچوں نمازیں با جماعت مسجد میں ادا کریں، تاکہ قیامت کے دن پہلے سوال نماز میں کامیاب ہو کر جنتی بنیں۔

4۔ تلاوت قرآن مجید سے اور اللہ کے ذکر سے زبان کو تر رکھیں کہ یہ شفا بھی ہے، ہدایت ہے، رحمت ہے، موعظت اور اللہ سے ہم کلام ہونا ہے، قبر کا ساتھی ہے اور قیامت کے دن سفارشی۔ 5۔ ہر حق دار کا حق ادا کریں تاکہ آپ کے خلاف قیامت کے دن کوئی دعویٰ نہ کر سکے۔

6۔ زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھتے رہیں تاکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کی نسبت ہمارے ساتھ مضبوط ہو سکے۔ اطاعت رسول سے انحراف کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف
بانی مسجد امۃ العزیز اہلحدیث رحمت ٹاؤن

جشن عید میلاد مروجہ کا شرعی حکم

(قسط:......5)

سوال: ہر سال ماہ ربیع الاول کے ابتدائی ۱۲ دنوں میں ہمارے پاکستان میں عشق رسول کے مقدس اور مطلوب ولولے کے تحت سیرت رسول ﷺ کے عنوان سے جلسوں کا انتظام اور میلاد کی محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو حکومت کی طرف سے پورے ملک میں چھٹی ہوتی ہے۔ چراغاں کا سماں بندھتا ہے۔ مختلف الوان کے دسترخوان بچھائے جاتے ہیں۔ واعظوں اور نعت خوانوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں۔ کعبۃ اللہ اور روضہ اقدس کی تشبیہوں کا طواف کیا جاتا ہے۔ عربی لباس کا سوانگ بھرا جاتا ہے۔ مرد وزن کے ٹھٹھ لگتے ہیں۔ ٹرالیوں، ٹرکوں، اونٹ گاڑیوں، بھینسا گاڑیوں اور گدھا گاڑیوں کو زرق برق بینروں۔ جھنڈوں اور پھولوں کے ہاروں سے سجایا جاتا ہے اور ان پر بے فکرے بڑے، چھوٹے اور لڑکے بالے سوار نعتیں پڑھتے۔ گانے گاتے، ریکارڈنگ کرتے، ناچتے تھرکتے، دھمال ڈالتے اور لڈی مچاتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں اور ان جلوسوں پر عطر چھڑکا جاتا ہے۔ لوبان اور اگر کی دھونیوں کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اور اس جشن پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور ستم یہ کہ قوم کے نونہالوں کو بھیک مانگنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ذہن میں درج ذیل سوال انگڑائیاں لے رہے ہیں۔

1: محبت رسول کے تقاضے کیا ہیں؟ 2: حکومت اور عوام الناس کا یوں جشن منانا مسنون اور ماثور عمل ہے؟ 3: کیا عہد رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام، عہد صحابہ رضی اللہ عنہ، سلف صالحین، ائمہ اربعہ اور فقہاء محدثین نے بھی اس عید میلاد کا کوئی اہتمام فرمایا تھا یا اس کا حکم دیا تھا؟ 4: اسلام میں کتنی عیدیں ہیں؟ 5: ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد منانے کا یہ طریقہ کب شروع اور اس کی طرح ڈالنے والے کون اور کیسے لوگ تھے۔ امید ہے آپ اولین فرصت میں میری راہنمائی فرمائیں گے۔ سائل: محمد خان نجیب

واضح رہے کہ مروجہ عید میلاد النبی ﷺ کا دین میں اضافہ کیا گیا ہے اسی لیے تو ہم نے اس کو بدعت سیئہ قرار دیا ہے۔

بدعت کی تقسیم کا بہانہ:

جب اس بدعت کے رسیا یار لوگوں پر قرآن وحدیث اور تاریخی حوالہ جات سے عید میلاد مروجہ کو بدعت ثابت کیا جاتا ہے اور ان پر حجت قائم کی جاتی ہے تو پھر وہ بدعت کی تقسیم کا سہارا لے کر عید میلاد کو بدعت حسنہ قرار دیتے ہیں۔ (بدعتیوں کے اس اعتراف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مروجہ بدعت کا وجود نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں نہ تھا) جب کہ ہر بدعت سیئہ اور مذمومہ ہے جن علماء نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا ہے انہوں نے بدعت سے مراد اس کا لغوی معنی لیا ہے اور جنہوں نے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے انہوں نے شرعی معنی مراد لیا ہے۔

امام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

ہر بدعت مذمومہ ہے کیونکہ جن نصوص میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی ہے وہ عام ہیں ان کی کوئی تخصیص نہیں۔ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور اس کے بعد ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر تقریباً اجماع ہے ان سے تخصیص وتقسیم ثابت نہیں۔ بعض علماء سے جو تخصیص کا لفظ آیا ہے ان کے نزدیک بھی حقیقت میں اس مفہوم کی تقسیم نہیں جس کو سلف صالحین بدعت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں اور جس امر کو ان علماء نے بدعت حسنہ کہا ہے وہ دراصل محقق مذہب میں بدعت نہیں اور جس امر کو بدعت سیئہ یا بدعت ضلالت کہا ہے وہی حقیقت میں بدعت کا شرعی مصداق ہے۔

فتح الباری میں ہے:

البدعة فی الشرع مذمومة بخلاف اللغة۔ [الاصلاح ص ۶۰ حصہ دوم] شریعت میں جسے بدعت کہا جاتا ہے وہ مذموم ہے۔ جب کہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہر بدعت مذموم نہیں۔

علماء کے اقوال:

1۔ امیر صنعانیؒ فرماتے ہیں: "لیس فی البدعة ما یمدح بل کل بدعة ضلالة" کوئی بھی بدعت قابل مدح نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی وضلالت ہے

[سبل السلام ج ۲ ص ۱۱۴]

2۔ شیخ علی محفوظ اپنی کتاب میں ملا احمد رومی حنفی کا قول ان کی کتاب مجالس الابرار کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: فمن احدث شیئا یتقرب به الی الله تعالیٰ من قول او فعل، فقد شرع من الدین مالم یأذن به الله فعلم ان کل بدعة من العبادات الدینیة لاتکون الاسیئة۔

[الابداع فی مضار الابتداع ص ۳۰]

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے حصول کے لیے دین میں کوئی نئی بات یا کام جاری کردیا گویا کہ اس نے دین میں وہ چیز داخل کردی جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے یہ بات معلوم شدہ ہے کہ ہر بدعت جس کا تعلق دینی عبادات سے ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔

3۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی (متوفی ۱۰۳۴ھ) نے خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کابل کو سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کرنے اور ہر بدعت کے سیئہ ہونے میں لکھا ہے۔

آپ کا مکتوب فارسی میں ہے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے فرماتے ہیں:

بندہ حق سبحانہ تعالیٰ سے عاجزی، انکساری، زاری اور محتاجی سے پوشیدہ اور ظاہر سوال کرتا ہے کہ جو چیز دین میں نئی اور بدعت نکال لی گئی، جو خیر البشر اور خلفاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے دور میں نہ تھی اگرچہ اس کی روشنی صبح صادق کی طرح ہو، اس ضعیف اور اس کے ساتھ علاقہ رکھنے والوں کو اس نئی بات میں گرفتار نہ کرے اور اس بدعت کے فتنہ میں نہ ڈالے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے حسنہ اور سیئہ حسنہ اس نیک کام کو کہتے ہیں، جو نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے دور کے بعد ہوئی، یہ سنت کی رافع نہیں اور سیئہ وہ ہے جو سنت کو اٹھائے۔ یہ فقیر احمد سرہندی کسی بدعت میں خوبی اور روشنی مشاہدہ نہیں کرتا، صرف تاریکی اور گندگی محسوس کرتا ہے، اگر بالفرض بدعت کا کام آج کے دن بینائی کی کمزوری سے تروتازہ نظر آئے، قیامت کے دن جب لوگ تیز نظر ہو جائیں گے۔ اس وقت معلوم کریں گے کہ سوائے پشیمانی اور نقصان کے کچھ نتیجہ نہ تھا

وقت صبح شود ہمچو روز معلومت   کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

سید البشر ﷺ فرماتے ہیں: ”من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فهو رد“ جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔ جو چیز مردود ہو اس میں خوبی کیسے پیدا ہو سکتی ہے (اس کے بعد دو حدیثیں جو بدعت کے رد میں وارد ہوئی ہیں) لکھ کر فرماتے ہیں جس وقت ہر نئی بات بدعت ہوئی اور ہر بدعت گمراہی پس بدعت میں خوبی کہاں سے آئی؟

حدیث سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت سنت کو مٹانے والی ہے کسی خاص بدعت کی خصوصیت نہیں پس ہر بدعت سیئہ ہوئی بعض بدعات جن کو بعض لوگ حسنہ جانتے ہیں جب اچھی طرح غور کیا جائے تو وہ بھی سنت کو اٹھانے والی ہیں۔ مثلاً میت کو عمامہ باندھنا بدعت حسنہ کہتے ہیں اور یہ بھی بدعت سنت کو مٹانے والی ہے، کیوں کہ تین کپڑے باندھنا مسنون ہیں۔ ان پر زیادتی تین کا نسخ ہے اور نسخ رفع ہے (یعنی اس کا اٹھانا ہے) اسی طرح کچھ لوگوں نے پگڑی کا شملہ، دائیں طرف لٹکانا مستحسن جانا ہے اور سنت یہ ہے کہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا جائے ظاہر ہے کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانے والی ہے یعنی مٹا دینے والی ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں نے زبان سے نیت کرنی مستحسن سمجھی ہے حالانکہ سرور کائنات ﷺ سے ثابت نہیں نہ صحیح روایت سے، نہ ضعیف سے، نہ صحابہ کرامؓ سے، نہ تابعین عظامؒ سے بلکہ اقامت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہتے ہیں پس زبانی نیت بدعت ہے اور اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور یہ فقیر احمد سرہندی جانتا ہے کہ یہ بدعت سنت کو اٹھانا تو ایک طرف یہ فرض کو بھی اٹھا دیتی ہے اسی طرح تمام محدثات اور بدعات کا حال ہے۔“ فانها زیادة علی السنة ولو بوجه من الوجوه والزیادة نسخ والنسخ رفع ”بدعت سنت پر کسی نہ کسی وجہ سے زائد ہوتی ہے اور سنت پر کسی چیز کو زائد کرنا سنت کو منسوخ کرنا ہے اور اس کو منسوخ کرنا اس کا اٹھا دینا ہے۔ [مکتوب ۱۸۶]

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: کل بدعة ضلالة وان رآها الناس حسنة۔ [السنة لمحمد بن نصر مروزی واسناده صحیح ص۲۹]

ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اس کو حسنہ قرار کیوں نہ دیں۔

امام محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی ارقام فرماتے ہیں: لیس فی البدعة مایمدح بل کل بدعة ضلالة۔ [سبل السلام ج۲ ص۱۲۱] کوئی بھی بدعت قابل مدح نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی اور ضلالت ہے۔

امام ابن کثیر رقم طراز ہیں: واما اھل السنة والجماعة فیقولون فی کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة ھو بدعة لانه لو کان خیرا سبقونا الیه لانهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر الاوقد بادروا الیها۔ [تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۹۹]

اہل سنت والجماعة یہ کہتے ہیں کہ ہر وہ فعل اور قول جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں وہ بدعت ہے اگر وہ نیکی کا کام ہوتا تو وہ ہم سے پہلے اس کی طرف سبقت فرماتے۔ کیونکہ وہ کوئی نیک کام کیے بغیر نہیں چھوڑتے تھے بلکہ اس کے کرنے میں جلدی کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر، امام ابن کثیر، مجدد الف ثانی، امام محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی، شیخی وشیخ المشائخ الحافظ محمد محدث گوندلوی، الشیخ علی محفوظ مصریؒ بدعت کی تقسیم کے ہرگز قائل نہیں ان کے نزدیک عبادات وعادات میں ہر بدعت ضلالت اور مذمومہ ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ عقائد میں بدعت کا اجراء بالاتفاق حرام ہے۔

بریلوی علماء کا اعتراف واعلان حقیقت:

مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی کی تصریح: یہ سامان فرحت وسرور اور وہ بھی مخصوص مہینے ربیع الاول کے ساتھ اور اس خاص وہی بارھواں دن میلاد شریف کا متعین بعد میں ہوا یعنی چھٹی صدی کے آخر میں [انوار ساطعه ص۱۵۹]

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

لم یفعله احد من القرون الثلثة حدث بعد۔ [جاء الحق

ج۱ ص۲۳۶] میلاد شریف تینوں زمانوں میں کسی نے نہ کیا بعد میں ایجاد ہوا۔

مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی کی وضاحت:

سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے محافل میلاد منعقد نہیں کیں بجا ہے۔[شرح صحیح مسلم ج۳ ص۱۷۹]

عید میلاد مروجہ سنت ترکیہ کے خلاف ہے:

لاہور کے بریلوی علماء کے سرخیل مولوی دیدار علی بریلوی تصریح فرماتے ہیں میلاد شریف کا سلف صالحین سے قرون اولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں یہ بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔[رسول الکلام فی بیان المولد والقیاس ص۱۵ بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ]

شیخ وشیخ المشائخ حضرت محدث گوندلویؒ ارقام فرماتے ہیں: ہر بدعت سنت ترکیہ کے خلاف ہوتی ہے سنت ترکیہ کا مطلب یہ ہے کہ قرون اولیٰ میں جب کسی کام کے کرنے کا سبب موجود ہو اور اس کے کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور بعد میں کوئی نیا سبب پیدا نہ ہو جو اس کام کے کرنے کا مقتضی ہو باوجود اس کے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں وہ فعل ثابت نہ ہو یعنی شریعت نے اس کے جواز پر قول وفعل یا تقریر سے کوئی دلیل قائم نہ کی ہو تو ایسے فعل کو ترک کرنا سنت ترکیہ کہلاتا ہے۔ جیسے عید میں اذان نبی کریم ﷺ کے عہد میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ حالانکہ اس کے کہنے کا (سبب لوگوں کو آگاہ کرنا) اس وقت موجود تھا اور اذان کہنے سے کوئی امر مانع بھی نہیں تھا اور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نیا سبب اذان کہنے کا پیدا نہیں ہوا۔ اب اس صورت میں عید میں آذان کہنا سنت ترکیہ کے خلاف ہوگا۔[الاصلاح ص۹ حصہ دوم]

مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

اس سلسلہ میں صحیح قاعدہ یہ ہے کہ جس خاص عبادت کے کرنے کا محرک ہو اور اس کے کرنے سے کوئی امر مانع نہ ہو۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے وہ کام قصداً ترک کیا ہو تو وہ کام کرنا یقیناً ناجائز امر بدعت ہے۔[شرح صحیح مسلم ج۲ ص۵۳۵]

بدعت عید میلاد کا سبب (مجلس میں نبی ﷺ کی تعظیم) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اس کے کرنے میں کوئی بندش بھی نہیں تھی اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا سبب اس کے کرنے کا پیدا بھی نہیں ہوا اس لیے بدعت عید میلاد سنت ترکیہ کے خلاف ہوگی اگر کوئی نیا سبب ہماری غلطی سے پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں بھی ہم کوئی نیا کام نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ اپنی غلطی کی اصلاح کریں نہ کہ بدعت ایجاد کریں۔

سوال: بدعات کیوں عام یا مطلق دلیل کے تحت داخل نہیں یا کس طرح مستثنیٰ ہیں؟

جواب: حافظ محمد محدث گوندلویؒ لکھتے ہیں کہ "عیدین کی اذان پر سلف کے انکار سے یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جس نئے کام کی مصلحت نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں بدونِ معارض موجود ہو وہ کام عام یا مطلق ادلہ کے نیچے یا تو سرے سے داخل ہی نہیں ہوتا یا مستثنیٰ ہوتا ہے مگر عام یا مطلق کے نیچے نہ داخل ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدعتی ایک مباح کو سنت یا فرض یا واجب قرار دیتا ہے، اگر مباح کو مباح سمجھ کر کیا جائے تو وہ اباحت کی عام یا مطلق ادلہ کے نیچے درج ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو سنت یا واجب یا فرض سمجھ کر کیا جائے تو اس صورت میں وہ اباحت کی عام یا مطلق ادلہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

اب اس کے ثابت کرنے کے لیے ایسی دلیل ہونی چاہیے جو اباحت سے بالاتر درجہ پر دلالت کرے اسی طرح اگر بدعتی کسی بدعت کو صرف مباح سمجھ کر کرتا ہے مگر عملاً اس کے ساتھ سنت یا واجب کا سا معاملہ کرتا ہے اس کے ترک میں حرج خیال کرتا ہے اس کو چھوڑنے میں تنگی محسوس کرتا ہے تو اس صورت میں اس نے اس کام کا درجہ اس کی حد سے بڑھا دیا۔ پس اس صورت میں بھی اس پر عام یا مطلق ادلہ سے استدلال درست نہیں جن میں اس سے بڑھے ہوئے درجہ کا ذکر نہ ہو اگر ان عام یا مطلق ادلہ کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ بدعات کو بھی شامل ہیں پس اس صورت میں یہ بدعات بوجہ منع بدعت کی ادلہ کے مستثنیٰ ہو کر خارج ہو جائیں گی پس دعوت الی اللہ اگرچہ عیدین کی اذان کو بھی شامل ہے مگر عیدین کی اذان چونکہ بدعت ہے اسلیے یہ دعوت الی اللہ سے خارج سمجھی جائیگی[الاصلاح حصہ دوم ص ۱۵۴]

اہل بدعت مروجہ عید میلاد کے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمۃ اللہ علیہم، ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم ان سے بے خبر تھے؟ اگر ان دلائل سے مروجہ عید میلاد کا جواز یا استحباب ثابت ہوتا تو یہ لوگ ضرور اس کا اہتمام کرتے اور خود نبی کریم ﷺ نے باوجود مقتضی اور عدم مانع کے ترک کیا ہے اس کا ترک کرنا سنت ہے اور کرنا بدعت سیئہ اور مذمومہ ہے۔

فاضل بریلوی کا فتویٰ:

مروجہ عید میلاد اور خواجہ علی ہجویری کے عرس پر جو یار لوگ اور بے ریش لڑکے ٹرکوں پر، گاڑیوں، بھینسا گاڑیوں، اور گدھا گاڑیوں، پر نعتیہ اشعار گاتے، ریکاڈنگ کرتے، ناچتے تھرکتے، دھمال ڈالتے، اور لڈی مچاتے ہوئے جلوس نکالتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑے فخر سے رضوی اور بریلوی کہلاتے ہیں۔ ان کی اطلاع اور اصلاح کے لیے عرض ہے کہ ان کے اعلیٰ حضرت کے نزدیک عرس پر قوالی (جشن میلاد) مع اپنی تمام بدعات وخرافات کے نہ صرف حرام بلکہ ہوس پرستی کے علاوہ حرام کو حلال بنانے کے

مترادف بھی ہے حالانکہ وہ سنت کے ساتھ بدعت کی پیوند کاری میں بڑے ماہر تھے۔ انکا یہ فتویٰ مع سوال یہ ہے: مسئلہ ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بحالی خدمت امام اہل سنت مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب مسجد میں چلا گیا بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقے سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی نعت کے اشعار اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب: ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کروانے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک کا اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ، وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا ان کے لئے ان کے گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے، اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا نہ بلاتا یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا گناہ بھی اس بلانے پر ہوا۔

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الاخذ والمعطی آثمان لانهم لو لم یعطوا لما فعلوا فکان العطا و هو الباعث لهم علی الاسترسال فی التکدی والسوال و هذا کله ظاهرة علی من عرف القواعد الکریمة الشرعیة وبالله التوفیق۔

جیسے کہ فقہاء نے اس سائل کے بارہ میں جو طاقت ور وتندرست ہو کہ ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ اگر دینے والے نہ دیں تو وہ بھی گداگری کا باعث نہ بنے اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے اور توفیق اللہ کے ساتھ ہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "من دعا الی هدًی کان له من الاجر مثل اجور من تبعه لاینقص ذلك من اجورهم شیئاً ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل آثام من تبعه لاینقص ذلك من آثامهم شیئاً۔"

[رواه الائمة احمد ومسلم والاربعة عن ابی هریرة رضی الله عنه]

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کی اتباع کریں ان سب کے برابر ثواب پائے اور اس سے ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ آئے گی باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجه ایضاً احمد وابوداود وابن ماجه والاسماعیلی وابو نعیم باسانید صحیحة لا مطعن فیها وصححه جماعة آخرون من الائمة کما قاله بعض الحفاظ قاله الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔ [اخرجه ایضاً احمد ابوداود ابن ماجه والاسماعیلی وابو نعیم]

"ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرم گاہوں یعنی زنا اور ریشمی لباس اور شراب اور باجوں کو بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابلہ میں بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر "کجا محرم کجا مبیح" ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح، گو ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے، یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں پھر اس پر بس نہیں بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبان اللہ اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں نہ اللہ سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی "سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی الله عنهم وعنا بهم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیر حرام است"

[احکام شریعت ص ۲۰ تا ۶۳ حصہ اول]

جواب سوال نمبر ۷:

حسب سابق یہ قیام بھی نامشروع بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ یہ

ایسا کام ہے جو حضرات مہاجرین وانصار سمیت تمام اکابر واصاغر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہرگز ثابت نہیں۔ حالانکہ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ (فداہ ابی وامی واولادی وجمیع ما عندی) سے جو بے پناہ عقیدت اور والہانہ محبت تھی اسے نہ صرف میرے لئے بیان کرنا بھی مجھ جیسے خام اور ہیچ میرز انسان کی طاقت سے باہر ہے مختصر یوں سمجھ لیجئے کہ عالم رنگ وبو میں ایک اچھے مسلمان کے نزدیک ایمان وایقان کے بعد والدین اولاد، بیوی، بھائی، عزت، ناموس اور سیم وزر اعلیٰ ترین اور عظیم الشان نعمتیں گنی جاتی ہیں مگر ہم نے اور ہمارے ساتھ تمام اہل گیتی نے دیکھ لیا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ان نعمتوں بلکہ وہ اس روح پرور ایمان افروز اور ولولہ انگیز مقدس مظاہرہ سے زندگی میں بارہا عملاً سرخرو اور سبکدوش بھی ہو چکے، رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

کون آبلہ پا وادی پر خار سے گزرا
کانٹوں سے مہک آتی ہے یہ کس کے لہو کی؟

کہ تاریخ عالم ان کی اس والہانہ محبت اور تعظیم رسول ﷺ کے چرچوں سے بھری پڑی ہے اور آپ ایسے طالب حق کی راہ تک رہی ہے۔

اٹھائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستان میری

مگر باین ہمہ کسی مجلس میں رسول اللہ ﷺ ورود مسعود اور آپ ﷺ کی تشریف آوری پر صحابہ کرامؓ کا کھڑا ہو جانا ثابت نہیں چنانچہ آپ ﷺ کے خادم خاص انس رضی اللہ عنہ تصریح فرماتے ہیں:

لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللہ ﷺ و کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذٰلك ھٰذا حدیث حسن غریب۔ [باب ماجاء فی کراھیتہ قیام الرجل للرجل جامع الترمذی ص ۱۱۸ ج ۲ من ابواب الاستیذان والآداب اور مشکوٰۃ ص ۴۰۳ ج ۲]

کہ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور محبوب نہ تھا تاہم اس بے پناہ محبت کے باوجود آپ کو تشریف لاتے دیکھتے وقت کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو پسند نہیں فرماتے تھے (اس کے باوجود) رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر وہ کھڑے نہ ہوتے تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اس طرح کھڑے ہونے پر ایک دفعہ صحابہ کرام کو ڈانٹ بھی پلائی تھی جیسا کہ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں:

عن ابی امامة قال خرج رسول اللہ ﷺ متکئاً علیٰ عصا فقمنا له فقال لاتقوموا کمایقوم الاعاجم یعظم بعضھا بعضاً [باب الرجل یقوم للرجل یعظمه عون المعبود ص ۵۲۸ ج ۴ مشکوٰۃ ص ۴۰۳]

کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں لاٹھی ٹیکے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دیکھ کر مت کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی (بد مذہب لوگ) ایک دوسرے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

حضرت انسؓ اور حضرت ابو امامہؓ کی ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لئے قیام کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ اس سے منع فرماتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ باوصفیکہ ان کو آپ ﷺ سے بے پناہ محبت تھی آپ ﷺ کی تشریف آوری پر قیام نہ کرتے تھے عجیب بات ہے کہ جس تعظیم کو رسول اللہ ﷺ پسند نہ رکھتے ہوں اور کمال محبت کے باوصف حضرات صحابہ کرامؓ بھی آپ کی ایسی تعظیم نہ بجالاتے تھے جبکہ نفس نفیس آپ ﷺ زندہ موجود بھی تھے اور صحابہ کرامؓ کو نظر بھی آتے تھے تو پھر آج جبکہ آپ زندہ موجود نہیں ہیں تو یہ قیام کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ فاعتبر ولاتکن من المبتدعین۔

(جاری ہے)

ملت اسلامیہ کے زوال کا سبب

مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد میں تقسیم اسناد کے موقع پر خطاب

قرون اولیٰ کے مسلمانوں اور صحابہ کرامؓ کو جو عروج اور ترقی ملی اس بابرکت قرآن پر عمل کرنے سے۔ آج امت اسلامیہ جن مسائل ومصائب کا شکار ہے اس کی وجہ اور سبب قرآن مجید سے دوری ہے۔

ان خیالات کا اظہار مناظر اسلام مولانا عبداللہ نثار نے رینالہ خورد کی معروف دینی درسگاہ مرکز نداء الاسلام میں تقریب اسناد میں انعام کے موقع پر سالانہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سرور کائنات کو رہبر ورہنما ماننے سے ہی ہم کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں اس موقع پر درسگاہ کے ناظم مولانا جابر حسین فاضل مدینہ یونیورسٹی نے کہا دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور یہود وہنود کے ایجنٹ ایک منظم سازش کے ذریعے ان کو بدنام کر رہے ہیں۔ ازبعد حفظ کرنے والے 4 طلبہ کو مولانا عبداللہ نثار، ڈاکٹر عبدالحفیظ چوہدری، جناب شوکت اسلم، عبدالستار چوہدری ودیگر معززین کے ہاتھوں اسناد وقیمتی انعامات دیے گئے۔ سال 2009 میں مکمل قرآن مجید حفظ کرنے والے طلبہ کے اسمائے گرامی:

1۔ حافظ محمد عامر بن محمد عبداللہ آف مظفر گڑھ۔ 2۔ حافظ محمد صادق بن محمد صدیق آف اختر آباد۔ 3۔ حافظ محمد عاشق بن محمد یعقوب منڈی عثمان والہ۔ 4۔ حافظ محمد عامر بن مولانا اسلم آف رینالہ خورد۔ 5۔ حافظ محمد شرافت بن محمد عاشق آف حجرہ شاہ مقیم۔ 6۔ حافظ محمد طاہر بن محمد شفیق آف رینالہ خورد

[مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد، اوکاڑا 0300-4246020]

سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 18) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○

فرما دیجیے! اگر اللہ تعالیٰ سے (حقیقی) محبت کرتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ (بھی) معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ فرما دیجیے! کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر یہ منہ پھیر لیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں سے دوستی نہیں کرتا۔

مشکل الفاظ کے معانی:

اتَّبِعُوْنِيْ: تم میری پیروی کرو۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا: پھر اگر وہ اعراض کریں۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار سے قلبی تعلق رکھنے سے منع کیا اور انسان کو باور کرایا کہ آخرت میں وہ اپنے اچھے اور برے اعمال کو حاضر پائے گا۔ اس آیت میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو اپنی محبت قرار دے کر اوامر پر عمل اور نواہی سے رک جانے کا حکم دیا ہے۔

التوضیح: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ

دنیا میں ہر مذہب اپنے مختلف انداز میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دعویداروں کو مسترد کرتے ہوئے اپنے ساتھ محبت کرنے کا معیار رسول اللہ ﷺ کی اتباع کو قرار دیا ہے۔ زبانی دعوں اور تصورات کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میرے (اللہ تعالیٰ) ساتھ محبت کرنا چاہتے ہو تو پھر اپنی زندگیوں کو میرے رسول ﷺ کی لائی ہوئی راہنمائی کے مطابق بسر کرو اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے مقرب اور محبوب ہو جاؤ گے۔

اتباع کی لغوی تعریف:

"اَلسَّيْرُ وَرَاءَ الْغَيْرِ" کسی کے پیچھے چلنے کو اتباع کہتے ہیں۔

اتباع کی شرعی تعریف:

"اَلرُّجُوْعُ اِلٰى قَوْلٍ ثَبَتَتْ عَلَيْهِ حُجَّةٌ"

شرعی دلیل سے ثابت شدہ قول کی طرف رجوع کرنا۔

اتباع اور صحابہ کرامؓ:

ہر انسان کی مختلف خواہشات میں سے ترقی کی طرف بڑھنا بھی ایک خواہش ہے اور وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے مختلف ذرائع اور طریقے استعمال کرتا ہے اور یہی ذرائع واسباب بسا اوقات اس کو ہلاکت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کی راہنمائی کی جاتی تا کہ وہ ہر سبب اور راستے کو اپنی کامیابی کا راستہ قرار نہ دے اسی لیے انسان کی پیدائش سے ہی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے اس کی راہنمائی فرماتے ہوئے انبیاء کی زندگی کو انسانیت کے لیے مشعل راہ بنایا جب تک انسانیت ان سے راہنمائی حاصل کرتی رہی اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا رہی تو یہ ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی۔ آج بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ترقی کی منازل حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔

جس طرح صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ہر فعل وقول اور تقریر پر عمل پیرا ہو کر ترقی کی منازل طے کرتے چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہن لی صحابہ کرامؓ نے بھی یہ دیکھ کر سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی پہنی تھی آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: "اِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا" کہ میں دوبارہ ہرگز اس کو نہیں پہنوں گا۔ یہ سن صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھی اتار کر پھینک دی [بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب الاقتداء بأفعال

النبی ﷺ ج ۶ ص ۲۲۱ رقم الحدیث ۸۸۶۸]

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا: "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَ کُمُ الْمَسَاجِدَ اِذَا اسْتَاْذَنَّکُمْ" کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تمہاری عورتیں مسجد میں آنے کی تم سے اجازت طلب کریں تو ان کو مسجد میں جانے سے منع نہ کرو۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے بلال بن عبداللہ نے کہا "واللہ لَنَمْنَعُهُنَّ" اللہ کی قسم ہم تو اپنی عورتوں کو ضرور مسجد میں جانے سے روکیں گے یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو اتنا ڈانٹا کہ اس سے سخت انہوں نے کبھی بھی کسی کو نہ ڈانٹا تھا اور فرمایا "اُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَنَمْنَعُهُنَّ" میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کی بات سناتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ہم انہیں (عورتوں) مسجد میں جانے سے روکیں گے۔

[بخاری کتاب الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد جزء ۴ ج ۲ ص ۳۴ رقم الحدیث :۷۔۱۴۴]

حضرت علی کے پاس ایک سواری لائی گئی۔ تو انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ کہا اور سوار ہوئے تو الحمد للہ کہا پھر کہا سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین بار الحمد للہ کہا پھر سبحانك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لایغفر الذنوب الاانت" پھر ہنسے جب ان سے ہنسنے کی وجہ پوچھی گئی تو وہ کہنے لگے "رایت النبی ﷺ فعل کما فعلت ثم ضحك "میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا کہ جس طرح میں نے کیا ہے اور پھر آپ ہنسے تھے میں نے بھی آپ سے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا تھا "ان ربك لعجب من عبدہ اذ اقال اغفرلی ذنوبی یعلم انہ لایغفر الذنوب غیری" بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اس قول پر تعجب کرتے ہیں جب وہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ اسے یقین ہے کہ میرے گناہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ [مسند امام احمد ج ۱ ص ۹۷ و صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد باب مایقول الرجل اذا رکب ص ۴۵۶ رقم الحدیث : ۲۶۰۲]

"یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" : اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتے ہیں لیکن انسان اللہ کا محبوب اس وقت بنتا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے۔ کیونکہ رسول ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔

محبوب الٰہی اور اس کا مفہوم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ محبت کرتے ہیں تو جبریل امینؑ کو حکم دیتے ہیں۔ "اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ: فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ o"

"وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْہُ قَالَ فَیُبْغِضُہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَھْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْہُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَہٗ ثُمَّ تُوْضَعُ لَہُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ o"

بے شک میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔ جبریلؑ اس آدمی سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ محبت زمین میں رکھی جاتی ہے اور اہل زمین بھی اس آدمی سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے نفرت کرتے ہیں تو وہ جبریلؑ کو بلا کر کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے نفرت کرتا ہوں تو بھی اس سے نفرت کر۔ جبریلؑ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے تم بھی اس سے نفرت کرو، پھر آسمان والے بھی اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں، پھر یہ نفرت زمین میں رکھ دی جاتی ہے اور اہل زمین بھی اس آدمی سے نفرت کرتے ہیں۔

[صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب اذا احب اللہ عبدا حببہ الی عبادہ جز نمبر 16 ص 157 ج 8 رقم الحدیث :2637]

محبت الٰہی اور حصول خیر:

اللہ تعالیٰ جس آدمی سے محبت کرتے ہیں دنیا میں ہی اس کو اس محبت کے ثمرات سے نوازا جاتا ہے۔ ان ثمرات میں سے ایک ثمر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اچھے عمل کرنے کی توفیق عطا کرتے ہیں اور اس کے پڑوسی اس سے راضی وخوش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا احب اللہ عبدا عسلہ قیل وماعسلہ قال یوفق لہ عملا صالحا بین یدی اجلہ حتی یرضی عنہ جیرانہ اوقال ومن حولہ" اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کی زندگی کو مزین کر دیتے ہیں صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ اس کا مزین ہونا کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو موت سے پہلے اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے اخلاق حسنہ کی بناء پر اس کے پڑوسی اور آس پاس کے لوگ بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ [مسند امام احمد ج ۴ ص ۲۰۰ و الموسوعۃ المدینۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج ۲۹ ص ۲۲۳ رقم الحدیث ۱۷۷۸۴ او المستدرك الحاکم کتاب الجنائز

یبعث کل عبد علی مامات ج ا ص ۳۴۰]

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

انسان جب محنت کرتا ہے تو وہ اس محنت کی مزدوری کا طالب اور متمنی ہوتا ہے وہ محنت کی پوری مزدوری ملنے پر خوش اور دوسری صورت وہ غمگین اور مایوس ہوجاتا ہے لیکن انسان جب اللہ تعالیٰ کے احکامات (اوامر اور نواہی) کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو کبھی مایوس نہیں کرتے بلکہ اپنی رحمت سے اس کی مغفرت اور بخشش کا اعلان کر کے اپنے بندے کو خوش کرتے ہیں "قل اطیعوا اللہ والرسول "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہی ایک موحد کی دنیاوی واخروی کامیابی پنہاں ہے اسی لیے زبان رسالت سے اولاد آدم کو حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاو لئك هم الفائزون" (سورۃ النور: ۱۸) جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی دل میں خشیت الٰہی رکھتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچتا رہا۔ یہی لوگ حقیقی کامیاب ہونے والے ہیں۔

اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کوئی عمل خواہ کتنا ہی بہتر کیوں نہ معلوم ہوتا ہو اگر وہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرے سے باہر ہے تو عمل رائیگاں اور برباد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولاتبطلوا اعمالکم "اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ "جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ [سورۃ النساء آیت: ۸۰]

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کل امتی ید خلون الجنة الا من أبی قالوا یا رسول اللہ ﷺ ومن یأ بی ؟قال من أطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد أبی۔

میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس شخص کے جس نے خود ہی جنت میں جانے سے انکار کردیا، صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (زبان سے تو کوئی انکار نہیں کرتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ) جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی (حقیقت میں) اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کردیا۔

[صحیح بخاری کتاب لاعتصام بالکتاب والسنة باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ ج ۶ ص ۲۶۵۵ رقم الحدیث: ۶۸۵۱]

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ کے پاس چند فرشتے آئے اس حال میں کہ آپ ﷺ سو رہے تھے ان میں سے بعض نے کہا یہ تو سو رہے ہیں بعض نے کہا ان کی آنکھیں تو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے وہ کہنے لگے تمہارے اس صاحب کے لیے ایک مثال ہے بعض فرشتوں نے کہا اس کی مثال کیا ہے بیان کرو۔ دوسرے فرشتے کہنے لگے "فمثلہ کمثل رجل بنی دارا جعل فیها مأ دبة و بعث داعیا فمن أجاب الداعی دخل الدار واکل من المأ دبة ومن لم یجب الداعی لم ید خل الدار ولم یأ کل من المأدبة"

اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا اس میں دسترخوان بچھایا اور دعوت دینے کے لیے ایک داعی کو بھیجا تو جس نے اس داعی کی دعوت کو قبول کیا وہ اس گھر میں داخل ہوا اور دسترخوان سے کھانا بھی کھالیا اور جس نے اس داعی کی دعوت کو ٹھکرا دیا نہ تو وہ گھر میں داخل ہوسکا اور نہ ہی دسترخوان سے کچھ کھاسکا۔ کچھ فرشتے کہنے لگے اس مثال کو اس کے لیے آسان کر کے بیان کرتا کہ وہ اس کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

دوسرے فرشتے کہنے لگے "فالدار الجنة والداعی محمد ﷺ فمن اطاع محمدا فقد أطاع اللہ ومن عصی محمد ﷺ فقد عصی اللہ ومحمد ﷺ فرق بین الناس " گھر (سے مراد) جنت ہے اور داعی (سے مراد) محمد ﷺ ہیں جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی (حقیقت میں) اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ [صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ ج ۶ ص ۲۶۵۵ رقم الحدیث: ۶۸۵۲]

اطاعت رسول ﷺ کے فوائد:

1۔ جنت میں داخلہ اور جہنم سے آزادی 2۔ اطاعت رسول ﷺ میں کامیابی 3۔ اخلاص کے ساتھ کیے گئے اعمال کی قبولیت 4۔ صراط مستقیم کا مل جانا 5۔ اطاعت رسول ﷺ سے نبیوں، صدیقوں، شہدا اور صالحین کی رفاقت نصیب ہوگی 6۔ محبت الٰہی کا ملنا 7۔ گناہوں کی بخشش۔

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

اطاعت سے انحراف کرنے والے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم اور دنیا اور آخرت میں اس کی

رحمتوں سے دور کردیے جائیں گے اسی لیے کہ اگر ہم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑتے ہیں تو یہ سن لیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں اور انکار کرنے والوں سے محبت نہیں کرتے۔

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

1۔ حصول محبت الٰہی کا واحد ذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری ہے۔ 2۔ صحابہ کرامؓ میں اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ 3۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اہل زمین اور اہل آسمان کا محبوب بن جاتا ہے۔

4۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کے لیے نیکی کی راہ کو آسان بنادیتے ہیں۔

5۔ اتباع رسول ﷺ گناہوں کی بخشش کا راستہ ہے۔ 6۔ دنیاوی اور اخروی کامیابی صرف اور صرف اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ میں ہے۔

7۔ رسول اللہ ﷺ کا نافرمان جنت میں جانے سے انکار کرنے والا ہے۔

8۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

9۔ اطاعت سے اعراض کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں۔

وہ گوہر نایاب آمنہ کی گود میں پہنچا: شیخ بلال سردار

نبی محتشم محمد ﷺ 9 ربیع الاول ابھی سپیدہ سحر اپنی جھلک دکھا رہا تھا کہ رحمت عالم ﷺ ذات اقدس نے بی بی آمنہ کی آغوش کو منور کیا۔ کروڑ ہا مرحبا! آپ کی ولادت باسعادت چرخ نیلی فام کرہ ارضی جلوہ فگن ہوئی شمس وقمر کی تابانیاں انہیں دیکھ کر اپنی ضیا باریاں بھول گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس ذات برکات کو جہالت کے گرداب میں پھنسی ہوئی انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے گوہر نایاب بنا کر بھیجا۔ جہاں رنگ وبو میں خوشی کی لہر دوڑ گئی شیطنت سر پیٹ کر رہ گئی عبداللہ کے صاحبزادے صفحہ دھر پر سراپا رحمت بن کر آئے۔ آپ کی آمد سے ظلمت وجہالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھٹ گئے۔ کروبیاں میں جلوہ آرائی ہوئی، سسکتی ہوئی انسانیت کو راحت کے لمحات نصیب ہوئے۔ ماں کی گود میں سانپ جنم لینے والی ''بیٹی'' عرصہ دراز سے زندہ درگور کی جارہی تھی۔ ان کی آہ وفا کا عمیق منظر بہاروں کے جوبن سے آشنا ہوا۔ دکھی ماؤں کو راحت سے ہمکنار کیا زوال نعمت کو کمال رحمت مل گئی ٹوٹے ہوئے رشتوں کو صلہ رحمی کے بندھن میں باندھ دیا ظلم وجور کو استیصال کر کے الفت ومحبت کی تسبیح میں موتیوں کی طرح سمودیا۔

مہر ووفا کی پتلی کو ظلم کی چکی سے نکال کر در ودیوار کی زینت بنادیا۔ شاعر نے خوش نما نقشہ کھینچا۔

حضور آئے تو چمکی فکر انسانی کی تنویریں
حضور آئے تو ٹوٹی جبر ومحکومی کی زنجیریں
جے ذہنوں کا رنگ اترا بجھے چہروں پہ نور آیا
حضور آئے تو انسان کو جینے کا شعور آیا

عورت مایوسیوں کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی اس کا مقام صفحہ دھر سے اٹھ چکا تھا اسے طرح کے جور وستم سے واسطہ تھا وہ ماں تو ضرور تھی، لیکن ماں اپنے انسانی ورثہ سے محروم ہو چکی تھی۔ اگر کسی عورت کا خاوند دار فانی سے کوچ کر جاتا تو اسے سانپ اور بچھو سے تعبیر کیا جاتا اسے بند کمرہ میں محبوس کیا جاتا۔ اسے تڑپتے سسکتے مدت تک اسی حال میں رکھا جاتا اس میں اس بد نصیب بیوہ کا کیا قصور کہ اسے منحوس تصور کیا جائے یہ جہالت کی گھٹیا تصویر تھی، جسے پاکبازی، شرافت سے دور کا تعلق تھا ناپاک زندگی اس کا مقدر بن چکا تھا۔ عورت کو چار دیواری کا وہ دروازہ نصیب ہوا جنہیں زبان نبوت نے ماں کے تقدس فرمانبرداری، خدمت پر جنت کی بشارت کا خوش کن مژدہ سنایا وہ ماں مایوسی اور بے بسی میں اپنا مدعا پیش کرنے سے قاصر تھی وہ ماں اپنی کسمپرسی میں اپنی امنگوں کو اجاگر نہ کرسکتی تھی اسے ماں کے خلوص بھرے جذبات اور تسکین وراحت کے پھول کا عکاس بنایا۔

غرض ہر سو بندہ اپنے خداوند تعالیٰ سے کوسوں دور تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بھیج کر انسان کو اپنے خدا کے ساتھ بات کرنے کا سلیقہ فرمایا بندہ مسلم کو رحمت عالم ﷺ نے نیکی کے ثمرات سے روشناس کیا اور آوارگی کے راستوں سے خبردار کیا۔ ہمیں حضور ﷺ سے محبت لازمی بلکہ زندگی میں اس در یتیم کے قدموں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانا از حد ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی حیاۃ طیبہ بندہ مومن کے لیے آئینہ ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمان محمد ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

انسانی زندگی پر گناہ کے اثرات

شمس الدین امجد

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطاعت کرنے اور نافرمانی اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے اور پھر ان کی انجام دہی پر جزا و سزا کو بھی بیان کر دیا ہے فرمان الٰہی ہے، تلك حدود الله ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها وذلك الفوز العظيم۔ ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله نارا خالدا فيها وله عذاب مهين۔ (النساء ۱۳،۱۴) ”یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن سزا ہے“ گناہ سے انسان کی زندگی پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں نتیجتاً انسان بہت ساری روحانی بیماریوں کا شکار ہو کر انہی میں ڈوب کر رہ جاتا ہے علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتب الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي میں گناہوں سے انسان کی زندگی پر پڑنے والے اثرات کا تذکرہ کیا ہے امام شافعیؒ نے گناہوں کے اثرات کی تلخیص یوں بیان کی ہے،

رأيت المعاصي تميت القلوب
وقد يورث الذل ادمانها
وتقوى الاله حياة القلوب
وخير لنفسك عصيانها

”میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور ان کا ارتکاب انسان کو ذلت میں دھکیل دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت دلوں کو زندگی عطا کرتا ہے لہٰذا تمہیں گناہوں سے دوری کو اپنے لئے اختیار کرنا چاہئے“

جہاں رب ذوالجلال کی مغفرت کا دائرہ بہت وسیع ہے وہیں اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے، نبئ عبادي اني انا الغفور الرحيم وان عذابي هو العذاب الاليم (الحجر: ۴۹،۵۰) ”اے نبی ﷺ میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت درگزر کرنے والا اور رحیم ہوں مگر اس کے ساتھ میرا عذاب بھی نہایت دردناک عذاب ہے“ ایک تابعیؒ کا قول ہے کہ ”تو نافرمانی اور گناہ کے چھوٹے ہونے کی طرف نہ دیکھ بلکہ اس ذات کی عظمت کی طرف دیکھ جس کی تو نافرمانی کر رہا ہے“ حضرت انسؓ صحابہؓ اور تابعینؒ میں سے اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ ”تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال برابر حیثیت نہیں رکھتے لیکن نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہم انہیں کبائر میں شمار کرتے تھے۔ اور کسی نے کہا کہ ”تو گناہ کو چھوٹا سمجھ کر حقیر نہ جان کیونکہ کنکریوں سے ہی پہاڑ بنا کرتے ہیں“

آیئے ان اثرات اور نتائج پر نظر ڈالتے ہیں جو گناہوں سے انسان کی زندگی پر پڑتے ہیں

(۱) انسان اطاعت الٰہی اور نیکی کی لذت سے محروم ہو جاتا ہے نافرمانی اطاعت کا راستہ روک کر خود اس کا بدل بن جاتی ہے اور انسان سے نیکی کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کو گناہ کے راستے کی طرف موڑ کر اسے بہت سی ایسی نیکیوں اور بھلائیوں سے محروم کر دیتی ہے جن میں سے ایک کی بھی انجام دہی اس کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

(۲) ایک گناہ مزید گناہوں کی راہ ہموار کرتا ہے اور ایک گناہ سے دوسرا گناہ جنم لیتا ہے یہاں تک کہ انسان کے لئے گناہوں کی زندگی سے نکلنا اور نافرمانی سے جان چھڑانا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے اسلاف میں سے کسی کا قول ہے کہ ”انسان کو گناہ اور برائی کی سزا اس کے بعد دوسرے گناہ کے سرزد ہونے اور نیکی اور بھلائی کی جزا اس کے بعد دوسرے نیکی کے کام کی انجام دہی کی توفیق کی صورت میں ملتی ہے“ جو انسان اطاعت اور بھلائی کے کاموں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے انہیں پسند اور محبوب رکھتا ہے اور پورے معاشرے میں انہیں پھیلانے کے لئے اپنا کردار ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی صورت میں اپنی رحمت اس کی طرف بھیجتا ہے جو اس کی ہمت بندھاتے اور مزید اطاعت پر ابھارتے اور اکساتے ہیں ایسی صورت میں انسان کے لئے اس کا بستر کانٹوں کا بچھونا بن جاتا ہے اور اطاعت و ذکر الٰہی

میں اس کو سکون نصیب ہوتا ہے اور اسی سے اس کا دل اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل جو انسان نافرمانی ، برے کاموں اور گناہوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر شیاطین کو مسلط کر دیتا ہے جو اسے مزید نافرمانی پر ابھارتے ہیں۔

(۳) سب سے خطرناک نقصان یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ دل میں گناہ کا ارادہ قوت پکڑتا جاتا ہے اور توبہ کا ارادہ کمزور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ دل توبہ کے ارادے سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اگر عاصی (نافرمان) پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کی زبان پر کثرت سے استغفار اور جھوٹی توبہ کا ورد شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کا دل گناہ میں ہی اٹکا ہوتا ہے اس پر اصرار کرتا ہے اور اس کے لئے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے یہ سب سے خطرناک مرض ہے اور انسان کو ہلاکت و بربادی کے قریب کر دیتا ہے۔

(۴) گناہ کی قباحت اور اس کے برے اور قابل ملامت ہونے کا خیال دل سے نکل جاتا ہے انسان گناہ کرتے ہوئے دوسروں کو اس کی اطلاع ہو جانے اور اس پر ان کی گفتگو سے بے نیاز ہو جاتا ہے یہ بے حیائی و آوارگی کی انتہا ہے اس حد کو پہنچنے والوں میں سے بعض لوگ گناہ پر فخر کرنے لگتے ہیں اور جو ان کے گناہ سے بے خبر ہوتا ہے اس کو بھی ڈھٹائی کے ساتھ اپنی بے حیائی اور اس کی مختلف کیفیات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جناب میں نے یہ یہ کام اس اس طرح کئے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور ان کے اوپر توبہ کے دروازے بند کر دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کل امتی معافی الا المجاهرين وان من الاجهار ان يستر الله العبد ثم يصبح يفضح نفسه ويقول يا فلان عملت البارحة كذا و كذا ، كذا و كذا فيهتك نفسه وقدبات يستره ربه "میری ساری امت کو معافی مل جائے گی مگر اپنے غلط کرتوتوں کا برملا بیان کرنے والوں کو معافی نہیں ملے گی ۔ برملا بیان بازی کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آدمی کے گناہ پر پردہ ڈال دے مگر وہ خود اپنے آپ کو اس طرح رسوا کرنے لگے کہ کہتا پھرے جناب میں نے آج رات یہ یہ کام کیا ہے اس طرح وہ اپنا پردہ خود ہی فاش کر دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی پردہ پوشی کی تھی"۔

(۵) گناہوں میں سے ہر گناہ ان سابقہ امتوں میں سے کسی نہ کسی امت کی میراث ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کر دیا لواطت قوم لوط کی میراث ہے اپنے حق سے زیادہ لینا اور دوسروں کو ان کے حق سے کم دینا اور ناپ تول میں کمی کرنا قوم شعیب کی میراث ہے زمین میں فساد برپا کرنا اور اس کے ذریعے اپنی برتری کا اظہار کرنا قوم فرعون کی میراث ہے تکبر اور جبر نمرود اور قوم ہود کی میراث ہے اور عاصی (نافرمان) اللہ تعالیٰ کی دھتکاری ہوئی قوموں میں سے کسی نہ کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے۔

(۶) گناہ اپنے خالق و مالک کے سامنے انسان کی رسوائی کا سبب ہے امام حسن بصریؒ کا کہنا ہے کہ "اگر رب ذوالجلال کے سامنے رسوا ہونا چاہتے ہو تو اس کی نافرمانی کرو اور اگر اس کی بارگاہ میں سرخرو ہونا چاہتے ہو اور فلاح دنیوی و اخروی کے امیدوار ہو تو اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ" جب انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں رسوا ہو جاتا ہے اور اس کے ہاں اپنا مرتبہ کھو دیتا ہے تو پھر اس کی کوئی عزت نہیں رہتی ۔ جیسا کہ خود مالک دو جہاں نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا، ومن يهن الله فماله من مكرم (الحج:18) "جسے اللہ رسوا کر دے اسے کو عزت دینے ولا کوئی نہیں" اگرچہ ظاہری طور پر لوگ اس کو بڑا مانتے ہیں اس کی عزت کرتے ہیں لیکن ایسا ان کی ضروریات اور اس کے شر کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ ان کے دلوں میں اس سے حقیر اور بے توقیر چیز کوئی نہیں ہوتی۔

(۷) گناہ کو چھوٹا سمجھ کر انسان اس کا مستقل ارتکاب کرنے لگتا ہے اور یہ ہلاکت کی علامت ہے کیونکہ ہر گناہ جو انسان کی نظر میں چھوٹا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہوتا ہے۔

(۸) انسان کے گناہوں کی نحوست دیگر مخلوقات پر پڑتی ہے اور وہ گناہوں اور ظلم کی نحوست کی آگ میں جلتی رہتی ہیں۔ امام مجاہدؒ نے فرمایا "جب قحط سالی ہو اور بارش رک جائے تو جانور بنی آدم پر لعنت بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب کچھ ابن آدم کی نافرمانی اور گناہوں کی نحوست کی وجہ سے ہے۔ لعنت صرف گناہ کے کرنے والے پر ہی نہیں بھیجی جاتی بلکہ اس کی زد میں وہ لوگ بھی آ جاتے ہیں جنہیں گناہوں سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

(۹) گناہوں کی وجہ سے ذلت اور پستی انسان کا مقدر بن جاتی ہے کیونکہ عزت اور بلندی تمام کی تمام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے یہی وجہ ہے کہ سلف یہ دعا مانگا کرتے تھے اللهم اعزني بطاعتك ولا تذلني بمعصيتك "اے اللہ ہمیں اپنی اطاعت کے ساتھ عزت عطا فرما اور اپنی نافرمانی کے ساتھ ہمیں ذلیل نہ کر" یعنی ہمیں نیکی اور اچھے کاموں کی توفیق دے اور برے کاموں سے بچا لے تا کہ ہم تیرے دربار میں ذلت و رسوائی کے بجائے عزت افزائی کے مستحق ٹھہریں۔

(۱۰) گناہوں کے ارتکاب سے انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے کسی کا کہنا ہے کہ جس طرح نیکی انسان کی عمر میں زیادتی کا موجب بنتی ہے اسی طرح برائی سے اس کی عمر مختصر ہو جاتی ہے۔

☆........☆........☆

حرام روزی ترک کرنے کے ثمرات

(مولانا) عبدالجبار سلفی

سلیم الفطرت ابراہیم ہلالی نے حلب کے سرسبز کھیتوں اور ہرے بھرے باغوں، شفاف چشموں اور بہتی ہوئی آبشاروں، خوشنما ندیوں اور وسیع وعریض سبزازاروں، پیارے ماں باپ اور عزیز بہن بھائیوں کو چھوڑا اور حصول علم کی غرض سے مصر کے دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرنا شروع کردیا۔ یہ ۱۲۰۰ھ کی بات ہے کہ اس دور میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ جیسی یونیورسٹیاں وجود میں نہ آئی تھیں اور حصول علم کی خاطر مصر کی جامعۃ الازہر میں داخلہ لینا پڑتا تھا۔

اگر اللہ نے اس کے مقدر میں سعادت نہ لکھی ہوتی تو یہ بھی دیگر حلبیوں کی طرح من مرضی کا کھاتا اور من مرضی کا سوتا اور من مرضی کا پہنتا لیکن اسے ڈھور ڈنگروں کی طرح زندگی بسر کرنا پسند نہ تھا یہ سمجھتا تھا کہ علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے اور زندہ انسانوں کی طرح چند سال زندہ رہنا مردہ انسانوں کی طرح صدیوں زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ علم والے مرجانے کے باوجود صدیوں سے زندہ ہیں اور بے علم زندہ ہونے کے باوجود مردوں کی طرح گمنام پھرتے ہیں۔

ان کے دل میں صرف دنیوی علم کے حصول کی خواہش نہ تھی بلکہ اس علم کے حصول کی خواہش تھی جو انہیں صراط مستقیم پر گامزن کرکے جنت میں پہنچادے، اس مقصد کے لیے اسے خالصتاً دینی یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہیے تھا، لیکن اس وقت کوئی ایسی یونیورسٹی وجود میں نہ آئی تھی، مجبوراً یہ قاہرہ چلے گئے اور حصول علم میں منہمک ہوگئے اور عرصہ دراز تک مختلف شیوخ سے استفادہ کرتے رہے۔ ایک سال ان پر ایسا گذرا کہ ان کا ہاتھ تنگ ہوگیا اور ان کے پاس کھانے پینے اور نیا لباس خریدنے کے لیے پیسہ نہ بچا اور یہ ساتھیوں سے قرض لے کر گذارا کرتے رہے اور حصول علم میں مشغول رہے تاآنکہ ان کا حال ابتر ہوگیا اور یہ نان جویں کو ترسنے لگے بایں ہمہ ان کی غیرت مند طبیعت کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے نہ دیتی، ایک روز ایسا ہوا کہ ناقابل برداشت بھوک کے سامنے بے بس ہوگئے اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے قاہرہ کی کسی گلی میں داخل ہوگئے تاکہ کسی خداترس انسان کو مل کر اس سے چند لقمے حاصل کریں اور بھوک مٹالیں اسی دوران اس گلی میں ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا انہیں اس گھر سے کھانے کی خوشبو آئی تو یہ اس کے اندر داخل ہوگئے اور چاروں طرف نگاہ دوڑانے لگے کہ شاید کوئی فرد خانہ مل جائے اور یہ اس سے کھانا طلب کرسکیں، لیکن انہیں وہاں کوئی انسان بھی نظر نہ آیا۔ یہ صحن کے ایک کونے میں واقع کچن میں داخل ہوگئے، وہاں تیار شدہ لذیذ کھانا پڑا تھا۔

انہوں نے چمچ اٹھایا اور اس کھانے میں ڈبو دیا جب یہ چمچ بھر کر اپنے منہ کے قریب لے گئے تو اللہ کا خوف غالب آگیا اور انہوں نے بغیر اجازت اٹھایا ہوا لقمہ واپس رکھ دیا اور بھوکے پیاسے باہر نکل آئے اور واپس یونیورسٹی میں داخل ہوگئے اور اپنے کمرے میں جاکر بیٹھ گئے۔ ابھی وہاں چند منٹ بیٹھے ہی تھے کہ ۲ آدمی اندر آئے ان میں سے ایک شخص ان کا استاذ تھا اور دوسرا شخص کوئی اجنبی انسان تھا۔ ان کے استاذ نے آتے ہی یہ بات کہی کہ اے ابراہیم یہ تعلیم یافتہ شخص ہے اور یہ اپنی بیٹی کے لیے رشتہ تلاش کررہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی بیٹی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاؤ اور اسی غرض سے اسے تمہارے پاس لایا ہوں، لہٰذا اللہ کا نام لے کر اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو تاکہ ایجاب وقبول کرکے عقد نکاح مکمل کریں اور تمہیں اس کے گھر کا فرد بنادیں۔

ابراہیم ہلالی اپنے استاذ کے ارشاد کی تعمیل میں اٹھے اور ان کے ساتھ چل دیئے اور اسی گھر میں داخل ہوگئے جس میں وہ کھانا دیکھ کر اور اس میں چمچ ڈبو کر چھوڑ آئے تھے۔ جب عقد نکاح کا عمل مکمل ہوا تو اس لڑکی کے والد نے کچن سے کھانا لاکر سامنے رکھ دیا۔ ابراہیم ہلالی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سبحان اللہ یہ وہی کھانا ہے جس سے میں نے چمچ بھرا تھا اور پھر اس لیے چھوڑ دیا تھا کہ کسی کا کھانا بغیر اجازت کے تناول کرنا حلال نہیں ہے اور جب میں نے اللہ کے خوف سے اسے چھوڑ دیا تو اس نے اپنے حکم سے مجھے اس گھر کا محترم داماد بنادیا اور وہی کھانا کھلادیا۔

چنانچہ تکمیل تعلیم کے بعد ابراہیم ہلالی اپنی اس بیوی کو حلب میں لے آئے اور وہ ان کے نیک بیٹوں کی نیک ماں ثابت ہوئی۔

اعلام النبلاء بتاریخ حلب الشہباء۔

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کی یاد میں

تحریر: حافظ یاسر منیر صدیقی

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کو ہم سے جدا ہوئے پانچ برس ہو گئے لیکن ان کی یادیں آج بھی ہمارے دل و دماغ میں گھر کیے ہوئے ہیں۔ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ ملک پاکستان کی ممتاز علمی شخصیت تھے، آپ بلند پایہ خطیب، محقق، مفسر، مفکر اور عالم باعمل تھے۔ آپؒ نے دین اسلام کی نشر و اشاعت میں جو خدمات سرانجام دیں ان خدمات میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ نے قیام پاکستان سے قبل ہی تبلیغ میدان میں قدم رکھا، آپ کو ماضی دور کی عظیم شخصیات کی حوصلہ افزائی حاصل رہی۔ ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، مولانا علی محمد صمصامؒ، مولانا محمد اسماعیل روپڑیؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، جیسے کبار علمائے کرام کے اسمائے گرامی نمایاں ہیں۔

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ فرماتے تھے کہ میں تقریر شروع کرتا تو مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ میرے پیچھے کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ دعا کرتے "اللھم ایدہ بروح القدس" "اے اللہ ان کی روح القدس کے ساتھ خاص مدد فرما۔ یہ ان دعاؤں کا نتیجہ ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ القرآن کو بہت جلد اسٹیج کی زینت بنا دیا۔

قیام پاکستان کے بعد مستقل شیخوپورہ میں سکونت اختیار کی اور شیخوپورہ ہی سے خطابت کا دوبارہ آغاز کیا۔ اس وقت شیخوپورہ شہر میں صرف ایک اہلحدیث کی مسجد درکاں والی تھی جہاں جماعت کے نامور بزرگ مولانا نور حسین گرجاکھیؒ منصب خطابت پر فائز تھے۔ ایک جمعہ مولانا نور حسین گرجاکھیؒ بوجہ علالت تشریف نہ لاسکے تو ان کی عدم موجودگی میں لوگوں نے حضرت شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ سے عرض کی کہ آپ جمعہ پڑھا لو گے، شیخ القرآن نے فوراً جواب دیا پڑھا لوں گا، پھر آپ نے ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ لوگ عش عش کرا اٹھے۔ دور دور تک آپ کے تذکرے ہونے لگے، آپ کی تبلیغی مصروفیات میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا اور پھر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد کراچی سے لے کر خیبر تک اور پورے پاکستان میں آپؒ کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا اور لوگ آپ کو شیخ القرآن اور خطیب پاکستان کے القابات سے ملقب کرنے لگے، لوگ آپ کا خطاب بے مثال سننے کے لیے دور دور سے میلوں سفر کر کے چلے آتے۔

پاکستان کا کوئی شہر کوئی دیہات ایسا نہیں جہاں آپ نے قرآن وحدیث کی خدمات سرانجام نہ دی ہوں۔ اسی لیے خطیب پاکستان آپؒ کے نام کا امتیازی لقب قرار پایا شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کی خطابت سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے اپنے عقائد کی اصلاح فرمائی اور شرک وبدعات کو چھوڑ کر توحید وسنت کی راہ پر گامزن ہوئے۔ حضرت شیخ القرآن کو پاکستان ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک نیویارک، شارجہ، کویت، ابوظہبی اور مولانا عبدالوکیل الھاشمی مکی کی روایت کے مطابق آپ کو حرم مکی میں بھی درس وتدریس کی سعادت نصیب ہوئی۔ مسلک اہلحدیث ہی نہیں بلکہ دوسرے مسالک کے احباب بھی آپؒ کے خطاب سے بے حد متاثر تھے مولانا کوثر نیازی نے اپنی کتاب "برصغیر کے نامور خطیب اور وعظ" میں لکھا ہے کہ موجودہ دور کے سب سے بڑے مقرر وخطیب مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ اور شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ ہیں"۔ اسی طرح دیوبندی حضرات کے ممتاز عالم دین مولانا اللہ وسایا "تحریک ختم نبوت 1952ء ترتیب وتحقیق" میں فرماتے ہیں "بوقت عصر ہر روز مقررین تقریریں کرتے عوام سن کر سڑک پر جوش وخروش کا مظاہرے کرتے۔ جو مقامی قائد روزانہ تقاریر کرتے ان میں مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ سب سے بہتر مقرر تھے۔ اسی اثنا میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا، واقعات تو بہت سے موجود ہیں، حضرت شیخ القرآن کی خدمات کے حوالہ سے مگر مضمون کی طوالت کے ڈر سے صرف ایک ہی واقعہ پر اقامت اختیار کرتے ہیں۔ باقی تفصیلی واقعات ان شاء اللہ راقم کی زیر ترتیب تصنیف (شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ حالات خدمات) میں شامل کیے جائیں گے۔

یہ جو واقعہ قارئین کی نظر کیا جا رہا ہے یہ واقعہ مولانا اسماعیل الخطیب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ایک قریبی دوست سے بیان کیا۔ مولانا اسماعیل الخطیبؒ فرماتے ہیں کہ لاہور کے ایک علاقے میں دیوبندی حضرات کا ایک بہت بڑا سالانہ اجتماع منعقد کیا جاتا تھا جس میں ہر سال دیوبندی ممتاز عالم دین مولانا غلام اللہ خان جنہیں دیوبندی شیخ القرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں وہ تشریف لایا کرتے تھے اس سال اجتماع میں بھی گذشتہ ہر سال کی طرح مولانا غلام اللہ خان نے خطاب کے لیے لاہور آنا

تھا مگر کسی مجبوری کی وجہ سے انہوں نے جلسہ گاہ کی انتظامیہ کو اجتماع سے چند گھنٹے پیشتر اطلاع دی کہ میرا لاہور آنا ناممکن ہے آپ کسی اور خطیب سے رابطہ کریں جلسہ گاہ میں لوگ اتنی کثیر تعداد میں تشریف لا چکے تھے کہ انتظامیہ کے لوگ بے حد پریشان ہوگئے کہ کون اتنے بڑے اجتماع سے خطاب کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ آپ اہلحدیثوں کے مولانا محمد حسین شیخوپوری کو لاہور لے آئیں وہ ضرور اس اجتماع کو اپنے والہانہ انداز بیان سے کامیاب بنا دیں گے۔ چند احباب حضرت شیخ القرآن کو لینے شیخوپورہ روانہ ہوگئے وہاں جب پہنچے تو سارا واقعہ حضرت شیخ القرآن سے بیان فرمایا آپ دیوبندی احباب کے ساتھ لاہور آنے پر رضامند ہوگئے اور ان کے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھ کر لاہور تشریف لے آئے۔ جب جلسہ گاہ پہنچے تو علماء اکرام حضرت شیخ القرآن کے لباس، پگڑی کو دیکھ کر تذبذب کا شکار ہورہے تھے کہ یہ دیہاتی مولوی کہاں اور مولانا غلام اللہ خان کہاں۔ لیکن انہوں نے کبھی حضرت شیخ القرآن کا خطاب اس سے قبل نہیں سنا تھا اس لیے ایسی باتیں ان کے ذہن میں گردش کررہی تھیں۔ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ نے خطبہ مسنونہ کے بعد جب قرآن آیات کو اپنے مخصوص انداز میں پڑھنا شروع کیا تو دور دور سے سبحان اللہ کی صدائیں گونجنے لگیں، پھر کیا تھا حضرت شیخ القرآن نے دو گھنٹے قرآن وحدیث کی اس قدر بارش کی کہ لوگ عش عش کر اٹھے اس بے مثال خطاب کا نتیجہ یہ نکلا کہ انتظامیہ نے آپ کو ہی ہر سال اجتماع کے لیے منتخب کرلیا۔

ان لوگوں نے بھی حقیقت میں یہ تسلیم کرلیا کہ شیخ القرآن اگر کوئی ہیں تو وہ صرف مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ ہیں۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ بذات خود ایک بہت بڑے خطیب تھے لیکن ایک دفعہ علماء اکرام کی مجلس میں علامہ صاحبؒ فرمانے لگے مجھے بتاؤ کہ ہمارے ملک کے سب سے بڑے خطیب کون ہیں؟ سب لوگ حیران ہوگئے کہ علامہ صاحبؒ اتنے بڑے آدمی کے متعلق پوچھ رہے ہیں وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہوگی۔ حالانکہ لوگ علامہ صاحبؒ کو ہی بہت بڑا خطیب گردانتے تھے، پھر علامہ صاحبؒ خود ہی فرمانے لگے کہ "ہمارے ملک اور خصوصاً مسلک اہلحدیث کے سب سے بڑے خطیب شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ ہیں۔ اور میں ان سے بے حد متاثر ہوں بلکہ فن خطابت میں وہ میرے استاد ہیں۔ علامہ صاحبؒ حضرت شیخ القرآن کو الخطیب الخطباء کے لقب سے نوازتے تھے بلکہ اپنی کتاب الشیعہ واہل بیت کا انتساب بھی حضرت شیخ القرآن کے نام کیا ہے۔

بالآخر اتنی جلیل القدر خدمات سرانجام دینے کے بعد 6 اگست 2005ء کی شب شیخ القرآن، امام المبلغین مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپؒ کی نماز جنازہ میں ملک پاکستان کے جید علماء اکرام کے علاوہ مذہبی، سیاسی شخصیات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ راقم کو بھی آپؒ کی نماز جنازہ میں شمولیت کا موقع میسر آیا تھا ہر آنکھ اشکبار تھی۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا، کتاب وسنت کا داعی اور قرآن کا فدائی آج دنیا سے رخصت ہونے جارہا تھا۔ آپؒ کی نماز جنازہ ولی کامل بقیۃ السلف حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے رقت آمیز انداز میں پڑھائی اور آپ کو 7 اگست کی شب بوہلیاں کے مقام پر سپرد خاک کردیا گیا۔

سہ ماہی مجلہ بحرالعلوم میرپور خاص

تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی

سہ ماہی مجلہ بحرالعلوم میرپور خاص جامعہ بحرالعلوم میرپور خاص (سندھ) کا رکن ہے۔ اس کے مدیر مولانا افتخار احمد تاج الدین ازہری اور نائب مدیر مولانا شیخ عبداللہ سلیم جونیجو صاحب ہیں اور یہ مجلہ بحرالعلوم کی دسویں اشاعت خاص ہے اس سے پہلے رمضان المبارک، زکوٰۃ، سیرۃ النبی ﷺ، توحید باری تعالیٰ، قرآن، قربانی، صدیق اکبر، ردبدعات، اور شیخ العرب والعجم مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی نمبر شائع ہوچکے ہیں۔

جامعہ بحرالعلوم السلفیہ 1982ء میں قائم کیا گیا اور اس میں تدریس کا آغاز 1983ء میں کیا گیا۔ اس اشاعت خاص میں مختلف عنوانات کے تحت جامعہ بحرالعلوم کا تاریخی پس منظر، جامعہ بحرالعلوم کے اساتذہ، قراء، اور جامعہ سے فارغ ہونے والے علمائے کرام کے اسمائے گرامی اور اس کے جامعہ بحرالعلوم السلفیہ کی سالانہ تقریب بخاری کی 25 روداد اور اس کے ساتھ جامعہ کے بارے میں علمائے کرام کے تاثرات کو نمبر کے آخر میں درج کیا گیا ہے ان علماء میں مولانا ارشاد الحق، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالعزیز علوی، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، ساجد میر، مولانا حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہلحدیث مولانا محمد یٰسین ظفر اور کئی دوسرے علماء شامل ہیں۔ اس نمبر کے آغاز میں راقم کا مضمون "برصغیر پاک وہند میں علمائے اہلحدیث کی تدریسی خدمات ہے جس میں امام شاہ ولی اللہ دہلوی 1176ھ شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی 1320ھ تدریسی خدمات پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہے اس کے بعد مجلہ بحرالعلوم کی خاص اشاعتوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ مولانا افتخار احمد تاج الدین ازہری اور انکے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اس اشاعت خاص کو بڑے خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اس اشاعت خاص میں جامعہ بحرالعلوم کے مختلف تعمیری عمارتوں کی تصاویر بھی شامل ہیں۔ ☆☆☆

بمقام مرکزی جامع مسجد حقانی اہلحدیث وارڈ نمبر 6 ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

تاریخ: 5 مارچ 2010 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء

عظیم الشان سیرت ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

جناب
محمد سلمان گل صاحب
(سابق عیسائی پادری)

مولانا محمد نواز چیمہ صاحب
آف گجرانوالہ

مولانا
حافظ محمد یوسف پسروری صاحب
لاہور

قاری
محمد خالد مجاہد صاحب
پتوکی

مولانا حافظ
محمد بنیامین عابد صاحب
اوکاڑہ

خطیب و ادیب
مولانا قاری
محمد حسن سلفی صاحب
ٹبہ سلطان پور

منجانب: مولانا محمد اشرف غیور مہتمم و انتظامیہ جامع مسجد حقانی ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی

0300-9472384 - 0301-7361506

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مرکزی (042) 5854010
فون برائے اعلانات تنظیم اہلحدیث (042) 6581025
C.P.L - 104

جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے مؤرخ اور معروف سوانح نگار جناب محمد رمضان یوسف سلفی رکن مجلس ادارت صحیفہ اہل حدیث کے پُر بہار اور شگفتہ قلم سے دل آویز تاریخی تذکرہ

مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کا خاندان

اس کتاب میں جماعت غرباء اہل حدیث کے بانی مولانا عبدالوہاب دہلویؒ اور ان کے خاندان کے چودہ اہل علم کے حالات زندگی، ان کی علمی، عملی، تدریسی، تعلیمی اور تصنیفی و دینی خدمات کا تذکرہ نہایت محبت اور شیفتگی سے کیا گیا ہے

اس کے علاوہ

جماعت غرباء اہل حدیث کی تاریخ کو بھی خوبصورت پیرائے میں احاطہ تحریر میں لانے کی سعی کی گئی ہے

جماعت اور اس کے اکابرین کے متعلق یہ تاریخی دستاویز پہلی بار منظر عام پر آئی ہے

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ، مولانا عبدالرشید عراقی حفظہ اللہ اور مولانا محمد ادریس ہاشمی حفظہ اللہ کے تاثرات بھی کتاب میں شامل ہیں

صفحات 500، اعلیٰ امپورٹڈ کاغذ، خوبصورت کمپیوٹرائزڈ کمپوزنگ
معیاری طباعت، جاذب نظر ٹائٹل اور مضبوط جلد بندی

ہدیہ برائے اشاعت فنڈ صرف 200 روپے

نوٹ: بیرونی احباب کتاب طلب کرنے کیلئے مزید =/50 روپے برائے ڈاک خرچ ارسال فرمائیں۔

شعبۂ نشر و اشاعت مرکزی دارالامارت
جماعت غرباء اہل الحدیث پاکستان
جامع مسجد محمدی، محمد بن قاسم روڈ (برنس روڈ) کراچی- 74200

کتاب ملنے کے پتے :

1- **مکتبہ ایوبیہ** : حدیث محل، اے۔ایم نمبر 1 محمد بن قاسم روڈ، کراچی، فون: 32632692 (021)
2- **مکتبہ ستاریہ** : جامعہ ستاریہ اسلامیہ، نزد دنیا چورنگی، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی 34973218 (021)